إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۲۳ — ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ — یوم یکشنبہ — مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۴ء — جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۲ اپریل بوقت ½۴ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛؛

سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت چند دنوں سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ؛؛

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے ؛؛

۱۱ اپریل چودھری عبد اللہ خان صاحب سابق قانونگو ڈیرہ غازیخاں کی نعش لائی گئی۔ مرحوم گزشتہ سال ماہ مئی میں فوت ہوئے اور ڈیرہ غازیخان میں امانتاً دفن کئے گئے تھے۔ جنازہ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ نعش مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئی۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے انکے حالات معلوم ہونے پر فرمایا۔ ایسا انسان تو بغیر وصیت کے بھی اولیٰ و اعلیٰ جگہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کے قابل ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِنسانی منصوبوں کے مقابلہ میں سلسلہ احمدیہ کا ترقی کرنا

(فرمودہ ۵- اپریل ۱۹۰۲ء)

"یہ خدا ہی کے سلسلے میں برکت ہے۔ کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے۔ انہوں (مخالفین) نے بڑے بڑے منصوبے کئے۔ خون تک کے مقدمے بنوائے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں۔ وہ ضائع نہیں ہو سکتیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا۔ تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اس کو نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جسقدر تم اپنی قوتِ یقین کو بڑھاؤ گے۔ اُسی قدر دل روشن ہو گا" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء)

لنڈن مسجد میں عید الاضحیٰ کا شاندار اجتماع

نماز عید

گزشتہ عید الفطر کی تاریخ سے کلنڈر کا حساب لگا کر عید الاضحیٰ کے لئے ۲۷- مارچ بروز منگل کا دن مقرر کیا گیا۔ اور اس کے متعلق اپنے نومسلم احباب کے علاوہ پچھلے پہر کی میٹنگ میں شمولیت کی دعوت کئی سو دوسرے لوگوں کو بھی دی گئی۔ نماز کا وقت ۱۱- بجے صبح رکھا گیا۔ منگل کے دن لوگ کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور شہر کے کسی حصہ میں نصف دن کی بھی رخصت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہمارے کئی دوست باوجود نماز کے لئے رخصت کی کوشش کرنے کے اجازت حاصل نہ کر سکے لیکن باوجود اس کے چالیس احباب نماز میں شامل ہوئے۔ بچے اس سے علیحدہ ہیں لنڈن کے باہر دوسرے شہروں مثلاً Cambridge Portsmouth اور Newcastle سے بھی دوست نماز کے لئے آئے۔

گو بارش نہیں تھی۔ لیکن دن کوئی ایسا اچھا نہیں تھا اس لئے عید کی نماز کا مسجد میں ہی انتظام کیا گیا۔ نماز کے وقت سے پہلے مسجد کو گرم کر دیا گیا۔ اور خوشبودار بتیاں جلائی گئیں وقت مقررہ پر نماز ادا کی گئی۔

خطبۂ عید

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے امام مسجد نے وہ خطبہ پڑھ کر سنایا۔ جو آپ نے اس دن کے لئے تیار کیا ہوا تھا خطبہ نہایت مؤثر اور مدلل تھا۔ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور آپ کی اولاد کے متعلق بائیبل سے برکات الہٰی کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ اور ثابت کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اور وہی نبی ہیں جن کے متعلق وعدہ تھا۔ کہ وہ فاران سے دس ہزار قدوسیوں کی معیت میں جلوہ افروز ہونگے۔ اور جن کے لئے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے کعبہ کی بناء کے موقعہ پر دعا کی تھی۔ اس کے بعد حج کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے صفا و مروہ کے طواف کا حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد میں مقرر کئے جانے کا ذکر کیا۔ اور بتایا۔ کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ جو اب تمام دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے طفیل اپنے جھنڈے تلے جمع کرے گا۔

جلسہ میں معززین کی شمولیت

پچھلے پہر کی میٹنگ کے لئے باغ کے ایک حصہ میں خیمہ لگایا گیا۔ اور ہر طرح کا انتظام تسلی بخش کیا گیا۔ یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ جن احباب کے علاوہ جناب درد صاحب۔ اور خاکسار کے یہ خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ انہوں نے اپنے فرائض کو پوری توجہ اور اخلاص سے ادا کیا۔ وہ ہمارے شکریہ اور احباب جماعت کی دعاؤں کے مستحق ہیں مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی اے۔ میر عبدالسلام صاحب بی اے۔ مسٹر نامجر بائنے۔ مسٹر عبدالعزیز۔ شیخ عبدالرحیم صاحب۔ ۳½ بجے سے ۴½ بجے تک Reception کا وقت تھا۔ اس وقت گو سردی زیادہ ہو گئی۔ تاہم پونے دو صد کی حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو گئی جن میں معززین میں سے مختلف ملکوں کے سفیر پارلیمنٹ کے ممبر اور بعض لارڈز خاص طور پر قابل ذکر ہیں

جلسہ کی کارروائی

۴½ بجے جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ آنریبل لارڈ Winterton پی سی۔ ایم۔ پی۔ پریزیڈنٹ تھے مسٹر John Wardlaw Milne ایم۔ پی۔ کے۔ بی۔ ای نے British Empire & Islam پر تقریر کی۔ جس میں اسلام کی اور مسلمانوں کی تعریف کرنے کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اسلام کے سپین سے چین تک کے سیاسی غلبہ کا ذکر بھی اچھے رنگ میں کیا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ مسلمانوں کا کثیر حصہ برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی بہتری کی طرف خاص توجہ کرنے کی ضرورت بیان کی۔ اور کہا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان دوسرے مسلمانوں کی ترقی یا تنزل کا پیش خیمہ ہیں۔

پریزیڈنٹ جلسہ کی تقریر

تقریر کے بعد پریزیڈنٹ نے بھی عمدہ ریمارکس کہے۔ اور اس امر پر خوشی کا اظہار کیا۔ کہ میٹنگ میں معززین بھی شامل ہیں فرانس کے سفیر کی حاضری

تحریک قرضہ و مخلصین جماعت احمدیہ

ضروریات سلسلہ کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک کی گئی ہے۔ اس کی میعاد ان احباب کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ۳۰- اپریل ۱۹۳۶ء تک بڑھا دی گئی ہے جو اس تحریک میں شریک ہو کر ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سابقہ میعاد کے اندر روپیہ کا انتظام نہیں کر سکے۔ اور اس طرح صاحب وسعت اصحاب کے لئے ابھی اس میں شامل ہو کر اجر حاصل کرنے کا موقعہ باقی ہے۔ پس احباب کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اس روپیہ کی واپسی مئی ۱۹۳۷ء سے قرعہ اندازی کے ذریعہ شروع ہو جائے گی۔ اور ہر شخص کو اس کا روپیہ یقینی طور پر واپس کیا جائیگا حتیٰ کہ اگر کوئی دوست اپنی رقم چندہ میں دینا چاہیں۔ تو بھی انہیں ضرور واپس کی جائے گی۔ وصولی کے بعد وہ اگر چاہیں تو چندہ میں دے سکتے ہیں۔

بعض اصحاب ایسے ہیں۔ جو زیادہ رقم دے سکتے ہیں۔ مگر صرف ایک سو روپیہ دے کر خیال کر لیتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں میں شریک ہونے کا انہیں موقعہ مل گیا۔ حالانکہ یہ واضح بات ہے۔ کہ ہر شخص اپنی قربانی کے لحاظ سے اجر اور برکات کا مستحق ہوتا ہے۔ پس صاحب وسعت اصحاب کو چاہیئے کہ سلسلہ کی ضروریات اور موجودہ مالی مشکلات کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی رقوم میں اضافہ کریں۔ اور رقوم جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔ یہ بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ فوری ضرورت کے پیش آجانے پر اگر کوئی دوست رقم کی واپسی کا مطالبہ کریں گے۔ تو ان کی ضرورت کا ضرور لحاظ رکھا جائے گا۔ اور رقم مہیا کر دی جائے گی۔

ناظر امور عامہ قادیان

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے متعلق

مسلمانان کشمیر کا اظہار اعتماد

سری نگر ۱۰- اپریل۔ سیکرٹری صاحب سوشل ریفارمیٹری ایسوسی ایشن سری نگر کی طرف سے ۱۰- اپریل کو حسب ذیل تار الفضل کے نام موصول ہوا ہے

کشمیر کے مسلمان آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر اعتماد کلی رکھتے ہیں۔ اور اس سے فوری امداد کی درخواست کرتے ہیں۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو اگر ایک مشیر قانونی کے ساتھ یہاں بھیجا جائے۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

سب احمدی افراد

جماعتوں کے ساتھ چندہ بھیجا کریں

جو دوست تنہا مختلف مقامات پر ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ بھی اپنا تعلق کسی نہ کسی جماعت سے پیدا کریں۔ اور اس جماعت کے حساب میں اپنا چندہ بھیجا کریں۔ تاکہ ضبط و انتظام میں آسانی ہو۔ مالی سال ۳۵-۱۹۳۶ء میں یہ التزام کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ جملہ احباب کو جماعتوں کے ساتھ ملحق کر کے چندہ وصول کیا جائے۔ اس لئے احباب اپنے موجودہ پتے۔ اور اس جماعت کے پتے تحریر فرمائیں۔ جس جماعت میں ان کا چندہ محسوب ہوا کرے گا۔ اپنے قریب کی جماعت یا اپنے وطن کی جماعت۔ یا کوئی اور جماعت جس میں ان کا حساب زیادہ آسانی سے رکھا جا سکتا ہے ایسی جماعت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے چندہ کے حساب اس کے ساتھ ملحق کر دیں۔ اگر وہ اپنے مقام پر جماعت بنا سکیں۔ تو یہ سب سے بہتر ہے۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

سول نافرمانی ترک کرنے کے متعلق گاندھی جی کا اعلان

تھوڑے سے عرصہ میں گاندھی جی کتنے رنگ بدلے

ایک اور پلٹا

گاندھی جی نے حال میں ایک اور پلٹا کھایا ہے۔ اور ایسا پلٹا کھایا ہے۔ جس نے ان کی عقل و دانش ان کے فہم و تدبر ان کی سیاست دانی اور معاملہ فہمی کا پردہ چاک کرکے رکھ دیا ہے اور واضح کر دیا ہے۔ کہ ان لوگوں سے بدقسمت اور کوئی نہیں ہے جنہوں نے گاندھی جی کو اپنا سیاسی راہنما قرار دیا۔ اور اس وقت تک ان کی عقل و دانش سے خالی تجاویز اور نقصان دہ ہدایات پر عمل کرکے ایک طرف تو اپنے آپ کو مصائب و آلام میں مبتلا کئے رکھا اور دوسری طرف ملک کے لئے بے چینی۔ بدنظمی۔ اور فتنہ و فساد کا باعث بنے رہے۔

پونا کانفرنس میں گاندھی جی کا اعلان

گزشتہ سال جب گاندھی جی کی ایجاد کردہ سول نافرمانی کی کلیۃً ناکامی کانگرسیوں پر عیاں ہوگئی۔ اور حکومت نے گاندھی جی کی بار بار کی التجاؤں کے باوجود اس وقت تک انہیں مصالحت کے لئے گفتگو کرنے کا اہل قرار نہ دیا۔ جب تک سول نافرمانی کو ترک نہ کر دیا جائے۔ تو ۱۲- جولائی کو پونا میں کانگرسی لیڈروں نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں گاندھی جی بھی شریک ہوئے۔ اس میں ایک یا دو کے سوا باقی سب مقررین جنہوں نے بحث میں حصہ لیا۔ یہ رائے دی۔ کہ حکومت کانگرسی قیدیوں کو رہا کرے۔ یا نہ کرے سول نافرمانی کو واپس لے لیا جائے۔ لیکن گاندھی جی نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور کانفرنس میں اعلان کر دیا کہ "جب تک ایک مخلص ستیہ آگرہی بھی باقی رہے گا۔ سول نافرمانی کی تحریک واپس نہیں لی جائے گی۔ جو لیڈر تھک گئے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ اور عوام کو یہ تحریک جاری رکھنے دیں"

نیز یہ بھی کہا۔ کہ

"سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا قومی شکست کے مترادف ہے۔ میرے یہ خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ کہ اس تحریک کا مناسب اور پورا تجربہ نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ یہ سوراجیہ حاصل کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ جب تک سوراجیہ حاصل نہ ہو جائے۔ اسے جاری رکھنا ہی پڑے گا" (پرتاپ ۱۷- جولائی ۱۹۳۳ء)

اگرچہ اس وقت بعض حلقوں میں گاندھی جی کے اس طریقِ عمل کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اور مدراس کے اینگلو انڈین اخبار "مدراس میل" نے تو یہاں تک لکھ دیا۔ کہ گاندھی جی کی دماغی حالت علاج سے باہر ہو چکی ہے۔ گزشتہ کئی سال سے ان کے بائیکاٹ اور عدم تعاون کے خشک پروگرام پر عمل کرتے کرتے ملک تنگ آ چکا ہے۔ لیکن کانگرسی لیڈروں کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ گاندھی جی کی غیر معقول روش کے خلاف آواز اٹھائیں۔ انہوں نے پونا کانفرنس میں سول نافرمانی کو ترک کئے بغیر گاندھی جی کو اختیار دے دیا۔ کہ وہ حکومت کے ساتھ سمجھوتہ کی خاطر وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کر سکتے ہیں۔

گاندھی جی کی درخواستِ ملاقات کا حشر

اس پر گاندھی جی نے ملاقات کی درخواست کی جس میں یہ ظاہر کیا۔ کہ وہ سول نافرمانی کے متعلق گفتگو کرکے مصالحت کرنا چاہتے ہیں اس کا انہیں یہ جواب دیا گیا۔ کہ گورنمنٹ کی پوزیشن یہ ہے۔ کہ سول نافرمانی بالکل غیر آئینی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ اسے واپس لئے جانے کی شرائط کے متعلق گفت و شنید کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اگر کانگرس اپنی گزشتہ آئینی پوزیشن حاصل کرنے کے لئے اس تحریک کو جس نے ملک کو شدید نقصانات اور تکالیف کا شکار بنایا ہے۔ بند کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے راستہ کھلا ہے۔ لیکن اگر کانگرس یہ قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ تو وائسرائے کے ساتھ ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں۔

اجتماعی حیثیت سے سول نافرمانی ترک کرنے کا اعلان

اس صاف جواب کے بعد ۱۸- جولائی کو گاندھی جی نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ صدر کانگرس مسٹر اینے عنقریب ایک بیان شائع کریں گے۔ جس میں بتایا جائے گا۔ کہ تحریک سول نافرمانی کو اجتماعی حیثیت سے ترک کر دیا جائے۔ اور انفرادی طور پر جاری رکھا جائے۔ اس کے دوسرے ہی دن یعنی ۱۹- جولائی کو انہوں نے یہ اعلان کیا۔ کہ جب کبھی مجھے ذرا بھی موقعہ ملے گا۔ میں وائسرائے کا دروازہ کھٹکھٹانے سے دریغ نہ کرونگا۔ لیکن جہاں تک حکام کا تعلق ہے ان کی طرف سے صلح کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ وجہ یہ کہ وہ چاہتے ہیں کانگرس سول نافرمانی سے بالکل دست بردار ہو جائے۔ مگر کانگرس کبھی ایسا نہ کرے گی۔

انفرادی سول نافرمانی کا اعلان

گویا انہوں نے اجتماعی سول نافرمانی ترک کرنا تو منظور کر لیا حالانکہ چند ہی روز قبل انہوں نے پونا کانفرنس میں اس سے انکار کرتے ہوئے کہہ دیا تھا۔ کہ سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا قومی شکست کے مترادف ہے۔ البتہ اس سے کلیۃً دست بردار ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ کانگرس کبھی ایسا نہ کرے گی۔ اور اس کے لئے انفرادی سول نافرمانی جاری رکھنے کے لئے صدر کانگرس سے اعلان کرا دیا۔ اور نہ صرف اعلان کرایا۔ بلکہ اپنے آشرم کے چند مردوں اور عورتوں کو لے کر انفرادی سول نافرمانی کرانے کے لئے سفر اختیار کرنے کی تیاری بھی شروع کر دی۔

جیل میں فاقہ کشی اور رہائی

لیکن قبل اس کے کہ اس مہم پر روانہ ہوتے۔ حکومت نے ان کو معہ ان کے ساتھیوں کے گرفتار کرکے جیل میں پہنچا دیا جیل میں پہنچ کر انہیں اچھوت اُدھار کا کام یاد آیا۔ اور انہوں نے حکومت سے جیل میں اس بنا پر مراعات حاصل کرنے کی درخواست کی۔ کہ "ہریجنوں کی خدمت گزاری سے محرومی ناقابل برداشت ہو رہی ہے" مگر جب یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔ تو فاقہ کشی شروع کر دی۔ حکومت نے جیل میں رکھ کر مراعات دینے کی بجائے گاندھی جی کو رہا کر دیا۔

انفرادی سول نافرمانی سے علیحدگی کا اعلان

اگرچہ اس کے متعلق انہوں نے اقرار کیا۔ کہ "یہ رہائی میرے لئے باعث مسرت نہیں ہے۔ بلکہ باعثِ شرم ہے" تاہم اسے بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اور شکر گزاری کے طور پر ایک سال تک اپنے آپ کو انفرادی سول نافرمانی سے علیحدہ رکھنے کا اعلان کر دیا۔ لیکن دوسروں کے لئے اس کا جاری رکھنا ضروری قرار دیا۔ اور یہ بھی کہہ دیا۔ کہ "جب تک میں آزاد ہوں۔ ان لوگوں کی راہ نمائی سے باز نہیں رہ سکتا۔ جو میرا مشورہ طلب کریں"

گویا انہوں نے اپنے آپ کو تو ایک سال تک انفرادی سول نافرمانی سے علیٰحدہ کر لیا۔ لیکن باقی سب لوگوں کے لئے ضروری قرار دیا۔ کہ وہ انفرادی اور ذاتی طور پر سول نافرمانی کو جاری رکھیں۔ اور اس کے متعلق خود مشورہ دینے پر آمادگی کا بھی اظہار کیا۔

گاندھی جی نے کتنے رنگ بدلے

پونا کانفرنس سے لے کر اپنی ذات کو انفرادی سول نافرمانی سے علیٰحدہ رکھنے کے وقت تک گاندھی جی نے جس قدر پلٹے کھائے۔ ان کا پتہ گزشتہ سطور سے آسانی لگ سکتا ہے۔ کانفرنس کے اجلاس میں تو انہوں نے سول نافرمانی کو بند کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ جب تک سوراجیہ حاصل نہ ہو جائے اسے جاری رکھنا ہی پڑے گا۔ لیکن دو چار ہی روز کے بعد سول نافرمانی کو اجتماعی حیثیت سے ترک کر دینے کا اعلان کرا دیا۔ اور انفرادی طور پر سول نافرمانی جاری رکھنے کا حکم دیتے ہوئے کہہ دیا۔ کہ اسے ہرگز ترک نہیں کیا جائے گا۔ لیکن چند ہی روز گزرنے کے بعد خود انفرادی سول نافرمانی سے بھی دستبردار ہو گئے اور دوسروں کے لئے اس کا جاری رکھنا ضروری رکھا۔ اور اس کے جواز کی یہ وجہ پیش کی کہ "قومی آزادی کی سعی و کوشش بھی میرے نزدیک سچائی کی تلاش ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ دہشت آمیز حرکات و دہشت انگیزی کے ذرائع کا صحیح جواب نہیں۔ خواہ وہ ذرائع ظالم اختیار کرے یا مظلوم۔ بلکہ سول نافرمانی میں اس کا صحیح جواب ہے۔"

دہلی کانفرنس کا فیصلہ

اگرچہ عملی طور پر انفرادی سول نافرمانی کی کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ اور اس عرصہ میں بہت ہی تھوڑے لوگوں نے اسے اختیار کرنے کی جرأت کی۔ تاہم گاندھی جی چونکہ اس کا حکم دے چکے تھے۔ اس لئے کانگرسی لیڈروں نے اس کے متعلق سہولت پیدا کرنے کے لئے حال ہی میں ایک کانفرنس دہلی میں منعقد کی جس میں یہ فیصلہ کیا۔ کہ (۱) کانفرنس کی رائے میں آل انڈیا سوراج پارٹی کو جو کچھ عرصہ سے معطل ہو چکی ہے۔ از سر نو زندہ کیا جائے۔ تاکہ ان کانگرسیوں کو جو سر دست انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لے رہے۔ کانگرس کے ماتحت تعمیری پروگرام پر عمل پیرا ہونے کا موقعہ حاصل ہو جائے۔

(۲) کانفرنس کی رائے میں اس سوراج پارٹی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ آئندہ اسمبلی کے انتخابات میں اپنے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت کی دعوت مقابلہ کو منظور کرے۔ اور مندرجہ ذیل مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے امیدوار کھڑے کئے جائیں (۱) تمام تشدد آمیز قوانین کی تنسیخ کے لئے ملک کے مطالبہ کو تقویت پہنچانا۔ (۲) وائٹ پیپر کی تجاویز کو مسترد کر کے اس قومی مطالبہ کو آئندہ دستور کی بنیاد و اساس بنانا۔ جس کا اظہار گاندھی جی نے گول میز کانفرنس میں کیا تھا۔

کانگرسی وفد اور گاندھی جی

اس فیصلہ پر گاندھی جی سے مہر توثیق ثبت کرانے کے لئے ایک وفد ان کے پاس بھیجا گیا۔ جس نے ان کے ساتھ ملاقات گفتگو کی۔ اور ان سے کانفرنس کے فیصلہ کی حمایت کرنے کی التجا کی۔ اس پر چاہئے تو یہ تھا۔ کہ گاندھی جی نے اجتماعی سول نافرمانی ترک کرنے کے بعد انفرادی سول نافرمانی جاری رکھنے کے متعلق جو اعلانات کئے تھے۔ اور جن میں بار بار بیان کیا تھا۔ کہ جب تک سوراجیہ حاصل نہ ہو جائے۔ سول نافرمانی کو جاری رکھنا ہی پڑے گا۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے دہلی کانفرنس کی تجاویز کو رد کر دیتے۔ اور جس طرح انہوں نے پونا کانفرنس میں کہا تھا کہ "جو لیڈر تھک گئے ہیں وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ اور عوام کو یہ تحریک جاری رکھنے دیں"۔ اسی طرح اب بھی کہہ دیتے۔ لیکن حیرت ہے۔ گاندھی جی نے نہ صرف دہلی کانفرنس کی تجاویز سے کلی اتفاق ظاہر کیا۔ بلکہ ان میں کانفرنس کی خواہش سے بھی زیادہ وسعت پیدا کر دی۔ چنانچہ وفد کو انہوں نے جو تحریری جواب دیا۔ اس میں لکھا۔

"سوراجیہ پارٹی کے احیاء پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اور نہ دہلی کانفرنس کے جلسہ کے اس فیصلہ پر مجھے کوئی اعتراض ہے۔ کہ آئندہ انتخاب اسمبلی میں حصہ لیا جائے۔ بحالت موجودہ مجالس آئین ساز سے فائدہ اٹھانے کے متعلق میرے خیالات سب کو معلوم ہیں۔ مجالس آئین ساز وہی کچھ ہیں۔ جو سن ۱۹۲۰ء میں تھیں۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہر کانگرسی کا نہ صرف حق ہے۔ بلکہ فرض ہے۔ کہ جو کسی سبب سے سول نافرمانی میں حصہ لینا نہیں چاہتا۔ یا نہیں لے سکتا۔ یا جو کونسلوں میں داخلہ کو صحیح سمجھتا ہے وہ کونسل میں داخل ہو جائے۔ تاکہ وہ ایک ایسے پروگرام پر جس کو وہ مفاد ملکی کے لئے مناسب سمجھتا ہے۔ عمل پیرا ہو سکے۔ مذکورہ بالا خیال رکھتے ہوئے میں پارٹی مذکور کی ہر وقت خدمت کرنے کے لئے تیار رہوں گا اور حتی الامکان اس کی مدد کروں گا"۔ (انقلاب ۷-اپریل)

گاندھی جی کا تفصیلی بیان

اس کی تشریح و تفصیل میں گاندھی جی نے جو بیان دیا۔ اس میں کہا۔

۱- "کانگرس کارکن سول نافرمانی کو حصول آزادی کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ سول نافرمانی کو اس وقت تک صرف میری ذات پر ہی چھوڑ دیا جائے۔ جب تک کوئی اور اس قسم کا شخص ہندوستان میں پیدا نہیں ہو جاتا۔ جو ستیاگرہ کے اصول سے اچھی طرح واقف ہو۔ سول نافرمانی کا موجد اور محرک ہونے کی حیثیت سے میں تمام کانگرسی اراکین اور کارکنوں سے متوقع ہوں۔ کہ وہ میرے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اس تحریک سے دست بردار ہو جائیں گے"۔

۲- "میں بہت غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگر حصول آزادی کی تمنا ہے۔ تو ستیاگرہ کی ذمہ داری میرے سوا اور کسی کو نہیں لینی چاہئے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ستیاگرہ کے صحیح مفہوم کو لوگوں تک نہیں پہنچایا گیا"۔

۳- "آشرم والوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے اس حربہ (سول نافرمانی) کا استعمال ٹھیک نہیں ہے"۔

۴- "سالہا سال کے تجارب بھی بتا رہے ہیں۔ کہ ستیاگرہ سے کوئی شاندار نتائج رونما نہیں ہوئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں ستیاگرہ کو عوام کے لئے ناقابل عمل اور صرف اپنے لئے جائز قرار دے رہا ہوں"۔ (انقلاب ۱۰-اپریل)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی نے دہلی کانفرنس کی تجویز کے مطابق سول نافرمانی سے نہ صرف ان لوگوں کو دستبردار ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ جو سر دست انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لے رہے۔ بلکہ تمام کے تمام کانگرسیوں کو حکم دے دیا ہے۔ کہ وہ سول نافرمانی کے قریب تک نہ جائیں۔ اور اس سے بالکل دستبردار ہو جائیں۔ پھر اپنا سارا زور یہ ظاہر کرنے پر صرف کر دیا ہے۔ کہ سول نافرمانی حصول آزادی کا ذریعہ نہیں۔ ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے اس حربہ کا استعمال ٹھیک نہیں۔ سول نافرمانی سے کوئی شاندار نتائج رونما نہیں ہوئے۔ یہ عوام کے لئے ناقابل عمل چیز ہے۔

گاندھی جی کی دماغی حالت

معلوم نہیں۔ فی الواقعہ گاندھی جی کا دماغ ہی ناقابل علاج ہو چکا ہے کہ کل تک جس بات کے حق میں اتنا شور مچا رہے تھے۔ اور جسے حصول سوراجیہ کے لئے ضروری بتا رہے تھے۔ آج پورے زور کے ساتھ اس کی مذمت کر رہے ہیں اور حصول آزادی کے لئے غیر مفید قرار دے رہے ہیں۔ یا وہ پبلک کا حافظہ اس قدر کمزور سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے صاف اور واضح بیانات کے صریح خلاف کہتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔ کتنا بڑا اندھیر ہے۔ کہ وہ سول نافرمانی جسے حصول آزادی کا واحد ذریعہ قرار دیا جاتا تھا۔ اور جسے باوجود اس کے کہ ہزارہا لوگوں کو جیل خانوں میں جانا پڑا۔ طرح طرح کی تکالیف اور مشکلات کا شکار ہونا پڑا۔ ملک میں تباہی اور بربادی کا سیلاب امڈ آیا۔ ہزارہا خاندان مفلوک الحال ہو گئے۔ اور کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ ترک کرنے سے صاف انکار کیا جاتا تھا۔ اس کے متعلق آج گاندھی جی نہایت بے تکلفی سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اسے حصول آزادی کا ذریعہ نہ سمجھا جائے۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے اس حربہ کا استعمال ٹھیک نہیں۔ اس کا ترک کر دینا ہی ایک ایسا طریق ہے جس سے حصول آزادی میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور وجہ یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ "مجھے اپنے ایک دوست کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ جیل میں ہمیشہ وہ کام کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ جو ان کو کرنے کے لئے دیا جاتا تھا۔ بلکہ اپنا وقت مطالعہ وغیرہ میں صرف کرتے تھے۔ مگر یہ بات ستیاگرہ کے اصول کے خلاف ہے"۔

پھر جہاں گاندھی جی پہلے سول نافرمانی کو جاری رکھنے کے متعلق یہ کہتے تھے۔ کہ "میرے یہ خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ کہ اس تحریک کا مناسب اور پورا تجربہ نہیں کیا گیا"۔ وہاں اب اس کے ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے یہ فرما رہے ہیں۔ کہ ستیہ گرہ کے صحیح مفہوم کو لوگوں تک نہیں پہنچایا گیا۔ حتیٰ کہ یہ بھی اقرار کر رہے ہیں کہ "جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ میں بھی ستیاگرہ کے فلسفہ کو پورے طور پر نہیں سمجھا۔ لہٰذا اس بات کا مجاز نہیں۔ کہ اس کا استعمال عام لوگوں سے اپنی زیر نگرانی کراؤں"۔

اسی طرح گزشتہ سال تو انہوں نے اپنی ذات کو سول نافرمانی سے علیٰحدہ کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کو اسے جاری رکھنے کی تلقین کی تھی۔ مگر اب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "میں ستیہ گرہ کو عوام کے لئے ناقابل عمل اور صرف اپنے لئے جائز قرار دے رہا ہوں"۔

جس شخص کی دماغی حالت یہ ہو۔ اور جو اس طرح پلٹے کھانے میں مشاق ہو۔ وہ خود بھی قابلِ رحم ہے۔ لیکن اس سے زیادہ ان لوگوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ جو اسے اپنا لیڈر اور راہنما سمجھتے ہیں۔ کاش ایسے لوگ عقل و فکر سے کام لیں۔ اور جس گڑھے میں انہیں گاندھی جی نے گرا رکھا ہے۔ اس سے نکلنے کی کوشش کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

احمدیہ مسجد لائل پور کے افتتاح کے موقعہ پر

مسجد کا دروازہ ہر مذہب کے عبادت گزاروں کے لئے کھلا رہنا چاہیئے

خلافت کے شروع ایام سے ہی میں نے یہ اصول مقرر کیا ہوا ہے۔ کہ میں جماعتوں کی طرف سے عام دعوت پر قادیان سے باہر نہیں جایا کرتا۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر ایک جماعت کے بلانے پر اس کے ہاں جاؤں۔ تو جو محبت اور اخلاص ہر جماعت کے احباب کو ہے۔ اس کی وجہ سے رقابت کے باعث یا تو مجھے ہر وقت باہر رہنا پڑے گا۔ یا پھر بعض جماعتوں کو شکوہ ہو گا۔ کہ فلاں جگہ گئے۔ اور ہمارے ہاں نہیں آئے۔ اس سے قبل صرف ایک ہی مثال ایسی ہے۔ کہ جہاں میں جماعت کی دعوت پر گیا۔ یعنے

سیالکوٹ کی جماعت

کے بلانے پر میں وہاں گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں ایک بار اور وہاں جانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے میں جماعت کی خواہش پر وہاں گیا۔ اب یہاں جو آنا میں نے منظور کیا ہے۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہی ہے۔ کہ میں نے سمجھا۔ کہ یہ خاص طور پر دینی کام ہے۔ لائل پور

نو آبادی کا مرکز

ہے۔ اور اس لحاظ سے گویا نئی دنیا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ

ایک نئی دنیا

بنانے آئے تھے۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ جو نئی دنیا بسی ہے وہاں جاؤں۔ تا وہ کشف ایک رنگ میں پورا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رویا میں دیکھا تھا۔ کہ آپ نے نیا آسمان اور نئی زمین بنائی ہے۔ اس کے حقیقی معنے تو یہی ہیں۔ کہ ساری دنیا میں آپ کے ذریعہ ایک نئی روح پھونکی جائے گی۔ مگر جزوی معنی یہ بھی ہیں۔ کہ جو نئی دنیا بسی ہے۔ وہاں کے لوگوں میں سچا ایمان پیدا کر دیا جائے۔ پس اس قسم کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس علاقہ میں بھی احمدیت کو مضبوط کرے تا ظاہری آبادی کی طرح یہاں باطنی آبادی بھی ہو جائے۔ میں یہاں آنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور انہی خیالات کے ماتحت میں نے سمجھا کہ اگر دوسری جماعتیں مجھے بلانا چاہیں گی۔ تو میں ان کو جواب دے سکوں گا۔ اس کے بعد میں

ایڈریس کے متعلق کچھ

کہنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو ان لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے مسجد کی آبادی کی کوشش کی۔ اور اس کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں قربانیاں کیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کے لئے اجر عظیم عطا کرے۔ یہ مسجد اس کی سچی عبادت کا مرکز ہو۔ اور اس سے تعلق رکھنے والوں کے دلوں سے کبر اور خیلا کو جو عبادت کے منافی ہے۔ نکال دے۔ پھر جہاں میں ایڈریس دینے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہاں ایک امر کے متعلق

اظہار افسوس

کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ ایشیائی لوگوں میں عام رواج ہے۔ کہ وہ اپنے کاموں کی بنیاد کچھ نہ کچھ جذبات پر رکھتے ہیں۔ یورپین لوگوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ ان کے تمام کاموں میں تجارتی رنگ ہوتا ہے۔ ایشیائی ممالک کا اگر کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ تو وہ قیدیوں کو آزاد کرے گا۔ قاتلوں کو معاف کرے گا۔ ملازموں کو چھٹیاں دے گا۔ اور انعام اکرام تقسیم کرے گا۔ لیکن یورپ میں اگر کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ تو کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی غرض ہماری دنیا

جذباتی دنیا

ہے۔ اور یہ ایک ایسی چیز ہے۔ کہ بعض حالات میں مفید ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس موقعہ پر جبکہ خدا تعالےٰ نے آپ کو توفیق دی۔ کہ آپ لوگ اس کے نام پر ایک گھر بنائیں بعض کا جو شکوہ کیا گیا ہے وہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے مخالفت کی ہو گی۔ مگر یہ سمجھ کر کہ اس طرح وہ دین کی کوئی خدمت کر رہے ہیں انہوں نے مخالفت کی۔ لیکن اب جب خدا تعالےٰ نے آپ کو کامیابی عطا کی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ خدمت کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے۔ مگر

مخالفت کرنے والوں کا ذکر

چھوڑ دیتے۔ اور دلوں میں ان کے لئے دعا کرتے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔ ایڈریس کے اس حصہ نے مجھے تکلیف دی ہے۔

خوشی کے موقعہ پر

ایشیائی بادشاہ قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور مخالفت کرنے والے لوگ تو آپ کے قیدی نہ تھے۔ ان کا ذکر چھوڑ دینے میں آپ کا کوئی حرج نہیں ہوتا تھا۔

اس کے بعد میں اختصار کے ساتھ دوستوں کو

مسجد بنانے کی ذمہ داری

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آج جلسہ بھی ہے۔ سفر کی وجہ سے مجھے بھی کوفت ہے۔ اس لئے کوئی لمبی تقریر نہیں کر سکتا۔ چار پانچ دن سے تو مجھے اس قدر تکلیف تھی۔ کہ پہلی دفعہ کل ہی جمعہ کے لئے باہر آیا۔ رات بھی سخت تکلیف رہی۔ اور تمام رات جاگتے کٹی صبح

ڈاکٹری مشورہ

یہی تھا۔ کہ میں سفر کو ملتوی کر دوں۔ مگر میں نے کہا طبیعت تو ٹھیک ہی کبھی ہے۔ مگر وہ سینکڑوں لوگ جو مختلف علاقوں سے آئے ہوں گے۔ ان کو نظر انداز کر دینا میرے نزدیک گناہ ہے۔ پس میں اختصار سے کام لوں گا۔ مساجد اپنے ساتھ بعض ذمہ واریاں رکھتی ہیں:۔

مسجد خدا کا گھر ہے

اور جو شخص مسجد بنانے کے بعد یہ کہتا ہے کہ اسے ہم نے بنایا۔ اور یہ ہماری ہے۔ وہ گویا خدا کے گھر کو اپنا گھر قرار دیتا ہے۔ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی معمولی آدمی کے گھر کو بھی کہے۔ کہ یہ میرا ہے۔ تو وہ مجرم سمجھا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ کر لو۔ کہ جو شخص خدا کے نام پر ایک گھر بنائے اور پھر اسے اپنا قرار دے۔ وہ کتنی بڑی سزا کا مستحق ہو گا۔ پس

لائل پور کا ہر احمدی

فرد یہی سمجھے۔ کہ یہ خدا کا گھر ہے۔ اگر یہ خدا کا گھر نہیں ہے۔ تو مسجد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر خدا کا گھر ہے۔ تو آج سے آپ لوگوں میں سے کوئی شخص ایک ساعت کے لئے بھی یہ خیال نہ کرے۔ کہ یہ انکی ہے۔ جس وقت میں نے دو رکعتیں پڑھ کر اس کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد کسی کو اب یہ حق نہیں۔ کہ اسے اپنی قرار دے۔ اور کسی کو اس میں عبادت کرنے سے روکے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص ایک ہندو یا عیسائی کو بھی روکیگا۔ تو وہ

خدا کا فوجداری مجرم

ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کے گھر کو اپنا گھر قرار دے گا۔ دوسرے لوگ مساجد بناتے ہیں مگر باہر بورڈ لگا دیتے ہیں کہ یہاں کوئی شیعہ۔ احمدی۔ وہابی نہ آئے مگر وہ دعویٰ کا خوردہ ہیں۔ وہ خدا کے نام پر مسجد بناتے ہیں۔ مگر پھر اس پر اپنا قبضہ کر لیتے ہیں۔ تم بھی اگر ایسا ہی کرو گے تو خدا کے فضل کو حاصل نہیں کر سکو گے۔ تمہارا بورڈ یہی ہونا چاہیئے۔ کہ یہ خدا کا گھر ہے۔ جس کا جی چاہے۔ یہاں آکر اس کا نام لے سکتا ہے خواہ وہ کسی رنگ میں عبادت کرے۔ ہم خوش ہونگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

عیسائیوں کا ایک وفد

آیا اور کچھ مذہبی مباحثہ کیا۔ اتنے میں ان کی عبادت کا وقت آگیا۔ عیسائیوں میں بعض مشرک ہوتے ہیں۔ اور بعض موحد بھی گو وہ بعض مسلمانوں کی طرح حضرت مسیح کی تعظیم ارباب کی حد تک کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اس وفد کے عیسائی بت پرست تھے۔ اور انہوں نے سونے کی صلیبیں اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ جنہیں وہ پوجتے تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ کہ ہم باہر جا کر اپنی عبادت کر آئیں۔ مگر آپ نے فرمایا کہ یہ مسجد عبادت کے لئے ہی ہے۔ آپ بے شک یہاں اپنی طرز پر عبادت کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہیں اپنی صلیبیں رکھیں اور اپنے طریق پر عبادت کی۔ ہاں مسجدوں کے انتظام کے لئے ایک جماعت ذمہ دار ہوتی ہے۔ وہ

انتظامی طور پر

دخل دے سکتی ہے۔ مثلاً اگر وہ دیکھے۔ کہ شور پڑتا ہے تو مختلف لوگوں کی عبادت کے لئے علیحدہ علیحدہ وقت مقرر کر سکتی ہے۔ یا اگر کوئی کسی چیز کو خراب کرے۔ تو اسے روک سکتی ہے۔ ایسے انتظامی معاملات میں دخل دینے کا آپ کو بھی حق ہے۔ لیکن اگر

عبادت کے معاملہ میں

کوئی روک پیدا کی گئی تو یہ مسجد پھر خدا کا گھر نہیں۔ بلکہ بندوں کی ایک جگہ ہوگی۔ اور اس صورت میں آپ لوگوں کے لئے کسی برکت کا موجب نہیں ہو سکتی۔ یہ

دوسری مسجد

ہے۔ جس کا اس رنگ میں میں نے افتتاح کیا ہے۔ پہلی انگلستان کی مسجد تھی۔ وہاں بھی میں نے کہا تھا۔ کہ میں یہ بتا کر کہ یہ خدا کا گھر ہے۔ اور اس میں ہر شخص کو عبادت کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اور یہاں بھی میں نے بتا دیا ہے۔ کہ مسجدیں خدا کا ذکر بلند کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ ہر ایک کے لئے اس کا دروازہ کھلا ہونا چاہیئے۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ اسے صاف رکھیں جیسا کہ ابراہیمی دعاؤں سے پتہ لگتا ہے۔ اس کی آبادی کے لئے کوشش کرتے رہیں۔ اسے گندہ نہ ہونے دیں۔

باجماعت نماز

کا اہتمام کریں۔ جہاں مسجد ہو وہاں ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ نہ ہونے کی صورت میں تو یہ عذر ایک حد تک ہو سکتا ہے کہ مسجد نہ تھی۔ لیکن مسجد بن جانے کے بعد باجماعت نماز میں ہرگز سستی نہیں ہونی چاہیئے۔ پس اپنے گھر کی آبادی کے لئے جو کوشش کرتے ہو۔ وہی اس کے لئے بھی کرو۔ کوئی شخص مکان بنانے کے بعد اسے خالی نہیں چھوڑ دیتا۔ بلکہ رات دن اس میں رہتا ہے۔ اور عقلمند کو اگر زیادہ عرصہ کے لئے کہیں باہر بھی جانا پڑے تو کرایہ پر دے جاتا ہے۔ تاکہ آباد رہے۔ اس سے زیادہ فکر اللہ تعالیٰ کے گھر کی آبادی کی کرنی چاہیئے۔ جو لوگ اس مسجد کے نزدیک رہتے ہیں۔ وہ پنج وقت اور جو دور رہتے ہیں وہ دو تین وقت ہی۔ یہاں آکر باجماعت نمازیں ادا کریں۔ اور کوئی وقت ایسا نہ ہو۔ جب یہ مسجد آباد نظر نہ آئے۔ مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتی ہیں۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد بھی آپ کی حالت وہی رہیگی جو پہلے تھی۔ اگر اسی طرح کرو گے جس طرح میں نے بتایا ہے یعنی اسے اپنا نہیں بلکہ خدا کا گھر قرار دو گے تو خدا بھی تم سے وہ سلوک کرے گا۔ جو پہلے نہیں کرتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر بندہ ایک قدم خدا کی طرف سے بڑھتا ہے۔ تو خدا اس کی طرف دو قدم بڑھتا ہے۔ اگر بندہ چل کر اس کی طرف جائے۔ تو وہ دوڑ کر آتا ہے۔ پس جو

خدا کے دین کی خدمت

کرتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جزاء بہت بڑی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کے لئے ترقی کی نئی راہیں کھول دے گا۔ آپ کی تبلیغ میں برکت دے گا۔ اور لوگوں کے دلوں کو کھول دے گا۔ مگر اس موقع سے فائدہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی

رحمت کے دروازے

کھولتا ہے۔ تو جو لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ وہ اس کی ناراضگی کے مورد بن جاتے ہیں۔

شبلی

ایک بزرگ گزرے ہیں۔ جو پہلے بغداد کی حکومت کے ماتحت ایک زبردست گورنر تھے۔ اس بادشاہ کا

ایک بڑا جرنیل

تھا۔ وہ دربار میں پیش ہوا۔ اور بادشاہ کے سامنے اپنی خدمات بیان کیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اسے ایک قیمتی خلعت دیا کہ پہنو۔ اس نے پہنا تو اتفاق ایسا ہوا۔ کہ اسے چھینک آئی۔ اسے نزلہ کی شکایت تھی۔ اس نے ادہر ادہر ٹٹولا مگر جیب سے رومال نہ ملا۔ ادہر ناک بہہ پڑا اور اسے فکر ہوا۔ کہ بادشاہ کے سامنے اس کا ناک بہہ رہا ہے۔ تو اس نے نظر بچا کر اسی خلعت کے دامن سے ناک پونچھ لی۔ مگر بادشاہ نے دیکھ لیا۔ اور اسی وقت حکم دیا۔ کہ خلعت اتار لو۔ اور اسے اس کے درجہ سے برخاست کر دو۔ کیونکہ اس نے میرے خلعت کی ہتک کی ہے۔ شبلی نے یہ حالت دیکھی تو چیخ ماری اور زار زار رونے لگے۔ بادشاہ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے سالہا سال تک اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ اور آپ کے لئے ملک فتح کئے۔ لاکھوں لوگوں کو آپ کا غلام بنایا۔ ہر روز جب وہ جنگ کے لئے جاتا تو وہ اپنے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ بنا کر جاتا۔ اگر آپ نے ایک لاکھ روپے کا خلعت بھی اسے دے دیا۔ تو اس کی خدمات کے مقابلہ میں اس کی کیا قیمت ہے۔ مگر اس خلعت کو خراب کرنے پر آپ اس قدر ناراض ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو خلعت مجھے دیا ہے۔ اسے آپ کی خاطر میں ہر روز خراب کرتا ہوں۔ اس لئے مجھے خیال آیا ہے۔ کہ میری سزا کیا ہوگی۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسی وقت

گورنری سے استعفیٰ

پیش کر دیا۔ اور مختلف بزرگوں کے پاس گئے۔ چونکہ وہ سخت ظلم کرتے رہے تھے۔ ہر ایک نے یہی جواب دیا۔ کہ تمہاری توبہ قبول ہونی مشکل ہے۔ آخر وہ حضرت جنید بغدادی کے پاس پہنچے۔ انہوں نے کہا آپ کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ جہاں آپ گورنر تھے۔ وہاں جائیں اور ہر دروازہ پر جا کر دستک دیں۔ اور معافی مانگیں۔ اور کہیں کہ میں نے آپ کا جو کچھ دینا ہے۔ لے لو۔ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ اگر کسی معمولی افسر سے بھی کہو کہ ایسا کرے۔ تو وہ اس کے لئے آمادہ نہیں ہوگا۔ مگر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر بہت بڑے بزرگ بن گئے تو

اللہ تعالیٰ کی خلعت

کی ناقدری بہت بڑی سزا کا موجب بن جاتی ہے۔ اس کام کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو خلعت دیگا۔ اور وہ یہ کہ آپ کے لئے ترقی کے رستے کھول دیگا۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ پس ایک طرف اگر

مسجد کی آبادی

کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف ترقی کے جو راستے کھلیں۔ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا بھی آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو آپ کا دین بھی درست

فیصلہ آسمانی دربارہ مسیح قادیانی

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضایع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

(۱)

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق اور واسطہ رکھنے کا جھوٹا دعوے کرنے والا کبھی موت کی آرزو نہیں کرسکتا۔ اور اپنی اصلیت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور اس رنگ میں ہرگز استغاثہ دائر کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ کہ اے علیم بذات الصدور مولےٰ کریم! تو جو سینوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔ میں تیرے حضور یہ درخواست والتجا کرتا ہوں۔ کہ اگر فی الحقیقت میں تیرا پیارا اور تو میرا محبوب نہیں۔ اور سچ مچ میرا تجھ سے اور تیرا مجھ سے تعلق اور واسطہ نہیں۔ اور میں جھوٹ موٹ تیری محبت کا ادعا کرکے تیری مخلوق کو دھوکا دے رہا ہوں۔ تو اے قادر مطلق خدا! اپنی مخلوق کو میرے دامِ تزویر سے بچانے کے لئے مجھ پر موت وارد کرکے مجھے "زندوں سے کاٹ ڈال" اور میرا تمام کاروبار تباہ وبرباد کرکے میرے دشمنوں کو خوش وشادماں فرما ؛

چونکہ جھوٹا اور مفتری انسان اپنی بداعمالیوں اور افتراپردازیوں کی وجہ سے خوب جانتا ہے۔ کہ اس طرح کا استغاثہ دائر کرنا خواہ مخواہ ملک الموت کو دعوت دے کر اپنے لئے جہنم خریدنا ہے۔ اس لئے وہ اس قسم کی جرأت نہیں کرسکتا۔

(۲)

اس ابدی اور اٹل قانون کو اللہ تعالےٰ ہمارے سید ومولا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے اس طرح بیان فرماتا ہے۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود سے جو یہ ادعا کرتے ہیں۔ کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ کہ ہم ہی اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ کہہ دے یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین (سورۃ الجمعہ ع ۱) اے یہود اگر تمہیں گمان ہے۔ کہ اور لوگوں کے سوا تم اللہ کے پیارے دوست اور اس سے خاص تعلق رکھنے والے ہو۔ تو آؤ اس کے حضور اپنی موت کے لئے تمنا کرو۔ لیکن ہم پہلے ہی کہے دیتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اپنی کرتوتوں سے واقفیت کی وجہ سے ہرگز ہرگز موت کی خواہش کرتے ہوئے صحیح فیصلہ کی طرف نہیں آئیں گے۔ اور ہم ایسے ظالموں کی حقیقت سے خوب واقف ہیں ؛

(۳)

اب ہم اس کسوٹی اور عظیم الشان معیار پر اپنے زمانہ کے اس انسان کے دعوے کو پرکھتے ہیں۔ جس نے خدا تعالےٰ کا محبوب اس کا فرستادہ اور اس کی طرف سے الہام پانے کا دعویٰ کیا جو ہمارے زمانہ میں قادیان دارالامان کی مبارک سرزمین سے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں مبعوث ہوا۔ اور جس نے فرمایا

"مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ اور جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا"

(ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ اور یوسفؑ سے اور موسےٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلعم کی امت نہ ہوتا۔ اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے۔ یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ یقینی اور قطعی ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کرسکتا۔ کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

گر مخالفین نے آپ کے دعویٰ کو جھوٹا قرار دیا۔ اور آپ کی تکذیب کی۔ لیکن آیئے خدا تعالےٰ کے بیان فرمودہ اس عظیم الشان معیار کے روسے کہ جھوٹا اور مفتری انسان حق وباطل کے فیصلہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں اپنی موت کی تمنا نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مخالفین کو پرکھیں ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے حضور التجا کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے میرے خدا! اے میرے ہادی راہنما! اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اگر تو نے ہی مجھے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر تو نے ہی میرا نام عیسےٰ نہیں رکھا۔ اور تو نے ہی میرا نام آدم نہیں رکھا۔ تو مجھے زندوں سے کاٹ ڈال۔ لیکن اگر میں تیری طرف سے ہوں۔ اور تیرا ہی ہوں۔ تو تو میری مدد کر۔ جیسا کہ تو ان کی مدد کرتا ہے۔ جو تیری طرف سے آتے ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۹۹ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں بالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدائے قادر وعلیم!۔۔۔۔ اگر میں تیری نظر میں مردود۔ اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔ اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں۔ جو تیرے بندے ابراہیمؑ کے ساتھ۔ اور اسحاقؑ کے ساتھ۔ اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ۔ اور یعقوبؑ کے ساتھ اور موسےٰؑ کے ساتھ۔ اور داؤدؑ کے ساتھ۔ اور مسیحؑ ابن مریم کے ساتھ۔ اور خیر الانبیاء محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی۔ تو مجھے فنا کر ڈال۔ اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کردے۔ اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا۔ اور تمام دشمنوں کو خوش کر۔ اور ان کی دعائیں قبول فرما۔ لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے۔ اور تو ہی ہے۔ جس نے مجھے مخاطب کرکے کہا۔ انت وجیہ فی حضرتی۔ اخترتک لنفسی۔ اور تو ہی ہے۔ جس نے مجھے مخاطب کرکے کہا۔ یا عیسےٰ الذی لا یضاع وقتہ۔ اور تو ہی ہے جس نے مجھے مخاطب کرکے کہا۔ الیس اللہ بکافٍ عبدہ

اور تو ہی ہے۔ جو غالب ہے۔ مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے۔ انت منی وانا منک۔ تو میری مدد کر۔ اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا۔ وانی مغلوب فانتصر

(اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ بر تبہ چہارم صفحہ ۱۶ مطبوعہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء ریاض ہند پریس امرتسر)

پھر رقم فرماتے ہیں:۔

اے قدیر وخالق ارض وسما — اے رحیم ومہربان وراہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق وشر — گر تو دیدہ استی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن من بدکار را — شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار — ہر مراد شاں بفضل خود برآر
آتش افشاں بر در ودیوار من — دشمنم باش وتباہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی
در دل من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کن — اندکے افشائے آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ — واقفی از سوز ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ باتو داشتم — زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابرار من — اے تو کہف وملجا وماوائے من
کاتشے کاندر دلم افروختی — وزدم آں غیر خود را سوختی

ہم ازاں آتش رخ من برفروز
ویں شب تارم مبدل کن بروز

معزز ناظرین! غور فرمایئے۔ آپ کس طرح با تکرار بصد الحاح اور باصرار کمال اللہ تعالےٰ کے حضور اپنی موت۔ اور ہلاکت و تباہی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔ اور کس طرح بارگاہ ایزد متعال میں عجز وانکسار کے ساتھ سچے فیصلہ کے متمنی ہیں۔ آؤ ہم معلوم کریں۔ کہ اس استغاثہ کے بعد احکم الحاکمین مولےٰ کریم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ آپ اس کے بعد عرصہ تک زندہ وسلامت رہے۔ خدا تعالےٰ نے باوجود ساری دنیا کے مخالف ہونے کے اور باوجود آپ کی بے سروسامانی کے آپ کو حیرت انگیز کامیابی بخشی۔ آپ کو دنیا کے کناروں تک شہرت دی۔ آپ کی آواز پر لبیک کہنے والے لاکھوں انسان پیدا ہو گئے۔ آپ کی اولاد کو ترقی عطا کی۔ غرض ہر رنگ اور ہر پہلو سے آپ کو کامیابی وکامرانی حاصل ہوئی۔ اور اس کامیابی میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں آپ کے مخالف باوجود ہر طرح کے سامان رکھنے کے۔ اور باوجود بتعداد کثیر ہونے کے تمام وکمال ناکامی ونامرادی کا مونہہ دیکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مجیب الدعوات خدا نے آپ کی درد بھری دعائیں قبول فرما کر فیصلہ فرما دیا۔ کہ اس کی رحمت آپ کے ساتھ ہے۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ آپ فی الحقیقت اس کے پیارے اس کے فرستادہ اور اس سے ہمکلامی کا شرف رکھنے والے ہیں:۔

(۴)

اس کھلے کھلے اور واضح ترین آسمانی فیصلہ سے بھی جب مخالفین کی تشفی نہ ہوئی۔ انہوں نے اپنے تکلیف دہ رویہ کو نہ چھوڑا۔ اور ہر جائز وناجائز طریق سے آپ کی مخالفت اور معاندت میں بڑھتے گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سامنے فیصلہ کی ایک اور صورت پیش کی۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"میں محض نصیحتاً مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں۔ کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے۔ تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں۔ تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے۔ کہ مساجد میں اکھٹے ہو کر میرے پر بددعائیں کریں۔ اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر میں کاذب ہوں گا۔ تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ آپ لوگ ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔ لیکن یاد رکھیں۔ کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں۔ کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں۔ اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں۔ کہ ناک گھس جائیں۔ اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں۔ اور پلکیں جھڑ جائیں۔ اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے۔ اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے۔ یا مالیخولیا ہو جائے۔ تب بھی وہ دعائیں نہیں سنی جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔" (ضمیمہ اربعین عدد ۳ و ۴ صفحہ ۵ و صفحہ ۶)

پھر تحریر فرمایا:۔

"میں حضرت قدس کا باغ ہوں۔ جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے گا۔ مخالف روسیاہ ہو گا۔ اور منکر شرمسار یہ سب نشان ہیں۔ مگر ان کے لئے جو دیکھ سکتے ہیں"
(نشان آسمانی صفحہ ۴۲)

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں۔ جو ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے مونہہ پر مارے گا:

دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا کوئی انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے۔ تو روکو۔ وہ تمام مکر وفریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں۔ وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ اتنی بددعائیں کرو۔ کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو۔ کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں جن دلوں پر مہریں ہیں۔ ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس امت پر رحم کر"
(ضمیمہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲)

اس پہلو سے بھی مخالفین نے اپنی ناکامی دیکھ لی۔ اور ان پر واضح ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ان کی ساری دعائیں ان کے مونہہ پر ماری گئیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان ہے:

مبارک وہ جو اس کھلے کھلے اور واضح ترین آسمانی فیصلہ کو قبول کر کے اپنی دنیوی واخروی اصلاح کی طرف متوجہ ہو
(خاکسار ملک مبارک احمد خان امین آبادی)

میرے آقا کی شان

میرے دل کے مضبوط قلعہ میں جس طرح تیری محبت محفوظ ہے عین اسی طرح تو اللہ تعالےٰ کے حصار عافیت میں بس رہا ہے جب دشمن کی آنکھ تیری طرف اٹھتی ہے۔ تو تیرے جلال کو دیکھ کر اس میں تاب نہیں رہتی:

میرے آقا! قدرت کی بے زوال طاقتوں کا ایک گروہ تیری پاسبانی کر رہا ہے۔

رات کی خاموشی میں ——— مقدس روحیں ستاروں کی شکل میں آسمان سے جھانک کر تجھے دیکھنے لگتی ہیں۔ تیری اپنے معبود سے راز ونیاز کی باتیں ملت بیضا کی کمزوری کے شکوے۔ اسلامی جذبات کے تذکرے سننے لگ جاتی ہیں:

——— جب تو اپنے خدا کو دردناک الفاظ میں مخاطب کرتا ہے

میرے آقا۔ تیری کیا ہی شان ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی بستی میں بیٹھ کر جب کوئی بات کرتا ہے۔ تو تیری آواز سے مغرب کی وادیاں بھی گونج اٹھتی ہیں۔ تیرا انداز بیان کتنا دلکش ہے۔ کہ تیری باتیں سننے کے لئے مغرب بعید کی بڑی بڑی ہستیاں بھی کھچی چلی آتی ہیں۔ حق کی فوجوں کی کمان کرنے والے جرنیل! یقیناً تجھے روحانیت کے قائد اعظم کی طاقتوں کا وارث بنا دیا گیا ہے

اسلام ——— جسے فطرت انسانی اپنا حقیقی فرمانروا تسلیم کر چکی ہے۔ اپنے حق سے محروم کر دیا گیا۔ وہ کمزور ناتواں ہو گیا۔

مقدس قلمرو کے تاجدار! دنیا میں وہ تجھی کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ اور اپنی عظمت دیرینہ کا قصور باندھے تیری ہی امداد کا منتظر ہے:

ممتاز احمدی صحرائی بکہ نسوانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں

جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور کا ایڈریس

حسب ذیل ایڈریس جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور نے ۷ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کیا :

سیدنا و اماما حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدکم اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج ہمارے دل اللہ تعالےٰ کی حمد اور شکریہ سے لبریز ہیں۔ کہ حضور پُر نور کا مبارک وجود جسے اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی "مسیحی نفس" قرار دیا ہے ہم میں رونق افروز ہے۔ ہماری زبانیں آپ کی اس عنایت اور توجہ پر جو حضور نے ہماری درخواست دعوت کو شرف قبولیت بخش کر ہماری جانب مبذول فرمائی۔ آپ کا کما حقہ شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ آج یہ دیکھ کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرزند ارجمند گرامی و دلبند "مظہر الحق والعلا" ہم ناچیز خدام میں موجود ہے۔ ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں ؛

اے ہمارے واجب الاطاعت امام! ہمارے مال و جان آپ پر فدا ہوں۔ آپ کا مبارک وجود متعدد بشارات الٰہیہ کا مصداق ہے۔ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اتم "فضل عمر" "مصلح موعود" اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔ آپ جس انہماک بے نفسی اور والہیت سے خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔ اس کی مثال موجودہ دنیا میں مفقود ہے۔ واللہ خدمت اسلام کا سچا جذبہ اور اشاعت اسلام کی جو حقیقی تڑپ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل بروز کے قلب میں موجزن تھی۔ اس کی بہترین مثال آپ اور محض آپ کے وجود میں ہی مل سکتی ہے۔ جس مشن کی تجدید و قیام و استحکام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ وعلیٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے تھے۔ اس کی ترویج وارتقا کے لئے آپ کی قربانیاں رہتی دنیا تک نہ صرف یادگار رہیں گی۔ بلکہ تاریخی اوراق میں سنہری حروف میں انضباط پائیں گی۔ آپ نے اپنی خداداد انتظامی قابلیت سے جماعت کی ایسی شاندار تنظیم کی ہے۔ کہ متعصب سے متعصب انسان بھی اس سے متاثر ہو کر حضور کی تنظیمی قابلیت کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اے حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مظہر ثانی! والیان ملک اور ولیعہد سلطنت برطانیہ کو پیغام حق پہنچانے کا شرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد صرف آپ ہی کے حصہ میں آیا ہے۔ پھر روز ازل سے ہی یہ مقدر تھا کہ "فضل عمر" کے مبارک عہد میں دنیا کے مختلف براعظموں۔ بلاد و امصار و جزائر میں غرضیکہ جمیع اکناف عالم میں مبلغین اسلام بھیجے جائیں۔ اس وقت یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ مارشیس۔ جاوا۔ سماٹرا۔ شام۔ مصر وغیرہ ممالک میں متعدد مشنوں کا قیام دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشین گوئی کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا" کی صداقت کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں حضور انور کے قائم کردہ مشنوں کے ذریعہ ہزارہا نفوس توحید کے قائل ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔ اور اپنے وجود سے ثابت کر رہے ہیں۔ کہ خدا کے ماموُر مرسل نے یہ آپ ہی کے حق میں فرمایا تھا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس ماہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اے خدا کے عطر سے ممسوح و ساقی شراب معرفت الٰہی! آپ کی قوت جاذبہ اور روحانیت کا ہی یہ کمال ہے۔ کہ جماعت احمدیہ آپ کے فیض تربیت سے سلوک کی اعلیٰ منازل طے کر رہی ہے! ور سلیم الفطرت دنیا اس کے اخلاق حسنہ دینی قابلیت اور خدمت اسلام کی سچی تڑپ کو دیکھ کر دیوانہ وار آستانۂ الوہیت پر جھک رہی ہے۔ آپ نے اپنے انفاس قدسیہ و روحانی اثرات سے ہزارہا وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا بلکہ خدا نما انسان بنا دیا ہے۔ پس آج آپ کے مبارک وجود کو اپنے درمیان دیکھ کر اور اپنے گھر میں آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرکے آپ کے یہ دیوانے خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ آج حضور کی مجلس مبارک میں ان کے دل نور معرفت سے منور اور ان کی آنکھیں خمار وحدت سے سرشار و مخمور ہیں۔ واللہ آپ وہ "نور" ہیں۔ جس کی شعاعیں خانۂ دل کی گہرائیوں تک پہنچ کر ظلمت کفر و شرک کو کافور کر رہی ہیں۔ غرضیکہ ہم خادموں کے لئے آپ کے کلمات حیات بخش اور آپ وجود باجود خدا نما ہے۔

محترم آقا! دستور ہے کہ پیاسا اپنی پیاس بجھانے کے لئے خود چشمہ پر جایا کرتا ہے۔ لیکن ہماری خوش قسمتی کی کوئی انتہا نہیں۔ کہ عرفان الٰہی کا چشمہ آج خود ہماری تشنگی دور کرنے کے لئے ہماری طرف آ رہا ہے ؛

اے "علوم ظاہری و باطنی سے پُر" سپہ سالار اسلام! آپ نہ صرف دینی علوم میں ایک بحر ناپیدا کنار ہیں۔ بلکہ خدا کے فضل و کرم سے سیاسیات و دنیوی علوم میں بھی دنیا آپ کا لوہا مان رہی ہے۔ سیاست ملی میں آپ نے جو مخلصانہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کا اعتراف نہ صرف موجودہ دنیا کر رہی ہے۔ بلکہ آنے والی نسلیں بھی اپنے آپکو ہمیشہ حضور کے گرانبار احسانات کے نیچے دبا ہوا پائیں گی۔ اور زبانِ حال و قال سے آپ کی صحیح راہ نمائی اور مخلصانہ مجاہدات کی معترف رہینگی ؛

اے محیط علوم دینیہ کے بہترین شناور اور سلطان القلم کے کامل ظل! اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسی قوت بیانیہ عطا فرمائی ہے۔ کہ اگر سحبان بھی آج موجود ہوتا۔ تو آپ کا زور استدلال اور جادو بیانی اس کے قبا و خیلا کے دامن کو تار تار کرکے اسے عرق انفعال میں غرق کر دیتی۔ ماسوا اس کے اللہ نے حضور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زور قلم سے خاص حصّہ عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ "Ahmadyyt The True Islam" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) میں آپ نے جس شاندار طریق سے یورپ کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کی ہے۔ وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ یہ تصنیف قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بہترین تفسیر اور رہنمائی قائم مقام ہے۔ علاوہ ازیں دعوت الامیر تحفۃ الملوک، تحفہ شہزادہ ویلز وغیرہ تصنیفات میں حضور نے اسلام و احمدیت کی تبلیغ کا ایک احسن اور شاندار نمونہ پیش کیا ہے حضور کے مرکزی سالانہ جلسوں کے لیکچرز اور حضور کے خطبات جمعہ اور تمام دیگر تقاریر مطبوعہ روحانیت اور معرفت الٰہی کے پیاسوں کیلئے ایک لازوال زندگی بخش آب حیات کا جام ہیں۔ علمی اور فلسفی دنیا کو سمجھنے کیلئے اسلامی عقائد کا فلسفہ و حکمت سمجھنے کیلئے ایک بہترین ذخیرہ اور معقول پسند محققین کے لئے براہین نیرہ حجج قاہرہ اور ادلہ بالغہ کا ایک بیش بہا مخزن ہیں غرضیکہ حضور کی تمام تصنیفات بڑی شد و مد سے حضور کو مسیحی نفس اور حضرت سلطان القلم کا کامل ظل ثابت کر رہی ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

سیدنا! حضور کے بہترین کارناموں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان اور امتیازی حیثیت رکھنے والا کارنامہ ہے۔ کہ حضور کے فیض تربیت اور جامعہ احمدیہ کے ماتحت سینکڑوں نونہالان ملت علوم عربیہ و دینیہ میں مہارت حاصل کرکے قرآن مجید کی تفسیر ناطق ثابت ہو رہے ہیں۔ اے اپنے کاموں میں اولوالعزم رہنما! جس جوش اولوالعزمی اور تڑپ سے آپ دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ اسکے پیش نظر ہمیں کامل یقین ہے کہ بالضرور مستقبل قریب میں حضور کے ذریعہ مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گا۔ یہ صرف خدمت اسلام کا ہی جذبہ تھا جسنے حضور کو یورپ کی مذہبی کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے ہزارہا میل کا دور دراز

سفر طے کرنے کے لئے بے قرار کر دیا۔ اور دوسرے کسی مدعی اسلام کو یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق نہ ملی۔ اور ایسا ہو بھی کیونکر سکتا تھا۔ جبکہ کسر صلیب اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کی توفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد محض آپ کے خلفاء اور خدام کا ہی حصہ تھا۔ اس موقعہ پر جس احسن طریق سے حضور نے یورپ کے سامنے اسلام اور بانیٔ اسلام کی زندگی علیہ الف الف الصلوٰۃ والسلام کو پیش کیا ہے۔ وہ ہر بہی خواہ اسلام سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے حضور کو کفر و شرک کے مرکز لندن میں توحید الٰہی کی ندا بلند کرنے اور ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اے بہی خواہ ملت خیر الانام! یہی جذبہ خدمت اسلام ہے جس نے حضور کو ہم ناچیز خدام کی دعوت کو شرف قبولیت بخشنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اور آج ہمیں حضور کے فیض صحبت سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ لہٰذا اس تقریب سعید پر ہم جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کم ہے۔

اے جلال الٰہی کے مظہر! عاشق خدا۔ دیوانہ حبیب کبریا و شمع انجمن خدام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الاصفیاء والاتقیاء! ہم لوگوں کی مدت سے آرزو تھی۔ کہ حضور پُر نور کسی وقت لائل پور کو اپنے نزول اجلال سے مشرف فرمائیں۔ کیونکہ لائل پور کا مقام نو آبادیات کا مرکزی مقام ہے۔ اور پنجاب بلکہ ہندوستان میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ان ناچیز خدام کی دیرینہ آرزو کے پورا کرنے کا یہ سامان کر دیا کہ اس نے محض ہمیں اپنے فضل و کرم سے ایک مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس طرح حضور کو دعوت دینے کے لئے ایک مبارک تقریب کا سامان پیدا ہو گیا۔

حضور عالی! یہ مسجد جس کے افتتاح کے لئے حضور یہاں تشریف فرما ہیں۔ حضور انور کی دعاؤں کا بہترین ثمرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کا ایک زندہ اور تازہ نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے دل میں یہ زبردست خواہش پیدا کر دی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ زبردست نشان حضور انور کے مبارک وجود سے ایک اعلیٰ درجہ کی تاریخی حیثیت حاصل کر لے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے یہ تاریخی مقام ہمیشہ ازدیاد ایمان کا باعث ہو جس طرح کہ ہم میں سے ہر فرد کے لئے یہ ترقی ایمان کا ذریعہ بن رہا ہے۔

ہمارے محترم آقا! جن حالات میں یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز اور ایمان افزا ہیں۔ کہاں یہ غریب سی مختصر جماعت اور اس کی بساط اور کہاں اتنی عظیم الشان مسجد! ہمارے تو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کہ ہم ایسی عظیم الشان مسجد تعمیر کر سکیں گے۔ مگر یہ سب خدا کے فضل و کرم کا کرشمہ ہے۔ واللّٰہ یؤتی فضلہ من یشاء وکان اللّٰہ ذوالفضل۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ازل سے ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ ہمیں ایسی نعمت عظمیٰ سے متمتع کرے۔ اس لئے اس نے جماعت کے دل میں ایک خاص جوش پیدا کر دیا اور اپنے ملائکہ کے ذریعہ ایسی تحریک کی کہ ایک سال کے اندر اندر جماعت کو ایسی عظیم الشان مسجد تیار کرنے کی توفیق مل گئی۔ جماعت لائل پور و بیرونجات کے مخیر اصحاب ہمارے بہترین شکریہ اور حضور کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ بالخصوص چوہدری عطاء محمد صاحب نائب تحصیلدار کی قربانیاں بطور جنرل ورکر اور شیخ محمد محسن صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لائل پور کی مالی امداد اور خدمات بطور مہتمم تعمیر مسجد اور شیخ ولایت محمد صاحب کی خدمات بطور انجنیر قابل رشک ہیں۔ چوہدری عطا محمد صاحب تو خدا کے فضل و کرم سے تعمیر مسجد کے اول محرکین سے ہیں۔ یہ اصحاب خصوصیت سے حضور کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ ماسوا ان احباب کے شیخ مولا بخش صاحب برادر شیخ محمد محسن صاحب بھی اپنی امداد کی وجہ سے ہمارے بہترین شکریہ اور حضور کی دعا کے مستحق ہیں۔

حضور انور! مسجد سے ملحق ایک کنواں بھی ہے۔ جو شیخ محمد محسن صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ مرحومہ کی وصیت پر ان کی یادگار کے طور پر تعمیر کرایا ہے۔ حضور ہماری اس بہن کے لئے بھی خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کا یہ صدقہ جاریہ قبول فرمائے۔ اور مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ مسجد میں بجلی کی فٹنگ کا تمام خرچ بھی شیخ محمد محسن صاحب نے ادا کیا ہے۔ اور ان کا وعدہ ہے۔ کہ وہ تاحیات مسجد کی روشنی کا خرچ اپنی جیب خاص سے ادا فرماتے رہیں گے۔ حضور! ان کے لئے یہ دعا بھی فرمائیں۔ کہ جس طرح انہوں نے اس خانہ خدا کو منور کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے گھر کو ایسی نرینہ اولاد سے منور کرے جو دین کی خادم اور اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلے اور ان کی صفات حسنہ کی بہترین وارث ہو۔

اے ہمارے روحانی مقتدا! جب اس مسجد کی تعمیر کا خیال جماعت کے دل میں پیدا ہوا۔ اور اس غرض کے لئے ایک قطعہ زمین حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ میں مسجد کے خلاف سخت ہیجان پیدا ہوا۔ ایک نہیں۔ دو نہیں بلکہ متعدد رسائل کے حصول میں مخالفین سدراہ ہوتے رہے۔ ہماری حیرت کی کچھ انتہا نہ رہی جب ہم نے یہ معلوم کیا کہ غیر مسلم اصحاب کے علاوہ خود مسلمان کہلانے والے اور حب رسول اکرم کے دعویدار بھی اسلامی تعلیم کو پس پشت ڈال کر ایک خانہ خدا کی تعمیر میں روک ثابت ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک قطعہ زمین پر جو ہم مسجد کے لئے لینا چاہتے تھے۔ اور جس کے حصول کے لئے گورنمنٹ میں کاغذات بھی زیر غور تھے۔ ہمارے ان مہربان بھائیوں نے وہاں آریہ مندر بننا گوارا کر لیا۔ لیکن اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی تعمیر پر رضامندی کا اظہار نہ کیا۔ باوجود ان تمام مشکلات اور روکاوٹوں کے جماعت کے پائے ثبات میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ بلکہ اس نے مزید جوش، علو ہمت اور استقلال سے کام لیتے ہوئے اپنی کوششوں کو نہایت مستعدی سے جاری رکھا۔ بالآخر آٹھ سال کی متواتر جدوجہد کے بعد موجودہ قطعہ زمین کے لئے درخواست دی گئی اور میونسپلٹی نے مسجد کی تعمیر کے لئے متفقہ طور پر ریزولیوشن پاس کر دیا۔ بعد ازاں جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے کاغذات متعلقہ کمشنری میں بھیجے تو عام مسلمانوں میں اس کے خلاف علماء کے مشتعل کرنے پر ایک زبردست جوش کی لہر پھیل گئی۔ اور انہوں نے تہیہ کر لیا کہ احمدیوں کو یہاں ہرگز مسجد نہ بنانے دیں گے۔ آخرالامر ان کی طرف سے ایک محضر نامہ مرتب ہوا۔ اور اس کی بناء پر میونسپلٹی نے بھی اپنے پہلے ریزولیوشن کو منسوخ کر دیا۔ مخالفین کی طرف سے گورنر تک تاریں دی گئیں۔ مگر اس مخالفت نے جماعت کے دلوں میں ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی۔ بجائے اس کے کہ جماعت کو کوئی مایوسی ہو۔ ان کے دل اس یقین سے بھر گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور اس مقام پر مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائیگا۔ جماعت بلا انابت الی اللہ کے سچے جذبہ کے ماتحت خضوع و خشوع سے دعاؤں میں لگ گئی۔ خود حضور پُر نور سے اس امر کے لئے خاص طور پر دعائیں کرائی گئیں۔ بالآخر حضور کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفتوں کی آندھیوں اور ظلمت کے بادلوں کو کافور کیا اور آج حضور اپنی دعاؤں کا بہترین ثمرہ خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

ہمارے پیارے امام! غالباً اس امر کا ذکر بے محل اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ جب ایک رات ہمارے محترم شیخ محمد محسن صاحب مہتمم تعمیر مسجد نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان پر **انا فتحنا لک فتحا مبینا** کے الفاظ جاری کر کے جماعت کو قبل از وقت کامیابی کی بشارت دیدی۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک**

حضور عالی! ہم اس امر کا بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاں عام مسلمان ہمارے خلاف تھے۔ وہاں شرفاء کا ایک طبقہ گو وہ علانیہ اپنی آواز بلند کرنے کی جرأت نہ رکھتا تھا۔ دل سے ہمارے ساتھ تھا۔ پس ہم ان کی ہمدردی کے بھی شکر گذار ہیں اور ان کے لئے حضور سے دعا کے خواستگار رہیں۔

بالآخر ہم حضور سے یہ استدعا کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ یہ علاقہ متقاضی ہے کہ حضور اس کی جانب اپنی خاص توجہ مبذول فرمائیں اور ہمیں ایک تجربہ کار اور ذی اثر مبلغ مستقل طور پر ہمیشہ کے

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استاذی المکرم حضرت نور الدینؓ شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تا کہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استاذی المکرم نور الدینؓ شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کر کے قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ ۴/ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر ۴۰/ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

نوٹ: ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کے مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے طیار رہتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہومیوپیتھک علاج کی مقبولیت عام ہے

سخت سے سخت امراض میں بمقابلہ دوسرے علاج کے ہومیوپیتھک علاج نہایت کامیاب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے روز افزوں ترقی اس علاج کو ہے۔ کفایت شعاری کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت مند توجہ کریں۔ شافی خدا ہے۔ ڈاکٹر ایم ایچ احمدی ہومیوپیتھ چتور گڑھ۔ میواڑ

وصیتیں

نمبر ۳۸۱۰ء۔ منکہ چوہدری فتح محمد سیال پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال کوٹھی قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۷/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد سوائے ایک مکان کے نہیں ہے۔ لیکن میری وفات کے بعد جس قدر میری پرائیویٹ جائداد ثابت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائداد ہوگی۔ اور میرے ورثاء کا اس پر کوئی حق نہیں ہوگا۔ اس وقت میری تنخواہ مبلغ ۲۱۰/- روپیہ ہے۔ اس میں سے دسواں حصہ یعنی ۲۱/- روپیہ ماہوار صدر انجمن کو دینے کا اقرار کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے قبضہ میں بعض اراضیات ہیں۔ ان کے اخراجات نکال کر جو اصلی آمد ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی سالانہ صدر انجمن کو ادا کرتے رہنے کا اقرار کرتا ہوں۔ العبد:۔ فتح محمد سیال ۱۱/۷/۳۱ گواہ شد:۔ عبدالرحیم درد ۱۱/۷/۳۱ گواہ شد:۔ مرزا شریف احمد ۱۱/۷/۳۱

نمبر ۱۰۱۷۴ء۔ منکہ مسماۃ ارجمن بی بی زوجہ حافظ امام الدین مرحوم قوم کشمیری عمر تخمیناً ۴۰ سال تاریخ بیعت یکم اپریل ۱۹۱۰ء ساکن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۷/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت نقد رقم مبلغ ما ۱۶۰/ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو موجودہ وقت میں چھ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اور یہ بھی عہد کرتی ہوں کہ میرے پاس جو مبلغ ۱۶۰/- روپیہ کی رقم موجود ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر دونگی۔ نیز بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر کوئی جائداد بوقت وفات بھی ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ ارجمن بی بی اہلیہ حافظ امام الدین مرحوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ میراں بخش موصی قوم درزی سکنہ گوجرانوالہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ کرم الٰہی احمدی جراح بقلم خود سکنہ گوجرانوالہ۔

نمبر ۳۱۶۷ء۔ منکہ صادقہ بیگم بنت مرزا سلطان محمود بیگ قوم مغل عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۷/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے زیور قیمتی سات صد روپیہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اور ایک ہزار روپیہ حق مہر ہے۔ اس کل رقم یعنی ایک ہزار سات صد روپیہ کے سواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ دوسری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس میں سے بھی مطابق وصیت دسواں حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ صادقہ بیگم بقلم خود مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۲ء۔ گواہ شد:۔ عائشہ صدیقہ گواہ شد:۔ فتح محمد سیال۔

نمبر ۴۰۷۴ء۔ منکہ محمد شفیع خان ولد حافظ محمد نادر شاہ خان قوم پٹھان عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۲۶ء ساکن نجیب آباد ضلع بجنور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۴/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد اس وقت بصورت ملازمت ۷۵/- روپیہ ماہوار ہے۔ اور ایک مکان مسکونہ جدی واقعہ قصبہ نجیب آباد ہے۔ جس میں میرا اپنا حصہ تقریباً دو صد روپیہ مالیت کا ہے۔ میں تا زندگی اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ وقت وفات میری جو کچھ جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد کے حصہ کے متعلق کوئی جزو ادا کر دوں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۰ اپریل کو سر جارج شوسٹر نے کھانڈ کے محصول پر سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پیش کردی۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ کارخانوں کی کھانڈ پر ایک روپیہ فی ہنڈرڈ ویٹ محصول لیا جائے۔ حکومت اس تجویز کی مخالفت ہے کیونکہ اس سے بجٹ میں کمی ہو جائے گی۔ بل میں محصول ادا نہ کرنے والوں کے لئے سزائے قید بھی رکھی گئی تھی۔ لیکن کمیٹی نے اسے منسوخ کرنے کی سفارش کرتے ہوئے ۲ ہزار تک جرمانہ کی سفارش کردی ہے۔

خان بہادر عبدالعزیز صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ۱۰ اپریل کو اپنے جدید عہدہ یعنی ڈپٹی انسپکٹر جنرل خفیہ پولیس کا چارج لے لیا۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں۔ جو اس عہدہ پر فائز ہوئے۔

کلکتہ کارپوریشن میں ۱۰ اپریل کو میر کا انتخاب کیا گیا۔ مسٹر اے کے فضل الحق متفقہ طور پر صدر مقرر کئے گئے۔ اور پروفیسر ستیش چندر گھوش کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ اجلاس ۲۷-۲۸-۲۹ اپریل کو اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔

لاہور ڈسٹرکٹ میں ایک گاؤں سنگا نامی واقع ہے۔ جس پر ۱۶-۱۷ مارچ کی درمیانی شب کو ڈاکو حملہ آور ہوئے لیکن باوجود اس کے کہ ان کے پاس بندوق اور دوسرے اسلحہ بھی تھے۔ گاؤں والوں نے ان کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اگرچہ ان کے بعض آدمی زخمی ہوئے۔ مگر آخر کار وہ ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ حکومت نے اس بہادری کی وجہ سے اس گاؤں کا ۱۹۳۴ء کے لئے مالیہ معاف کردیا ہے۔

فیروزپور ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں چودھری والا میں ۹ اپریل کی شب چار مسلح ڈاکو حملہ آور ہوئے۔ جو عرصہ سے اس علاقہ کے لئے خطرہ بنے ہوئے تھے۔ اور جن کی گرفتاری کے لئے حکومت کی طرف سے ۳ ہزار روپیہ اور دو مربعہ اراضی انعام مقرر تھا۔ وہ ایک سکھ کے مکان میں داخل ہوئے۔ مالک مکان کے نوجوان لڑکے پر ایک ڈاکو فائر کرنے لگا تھا۔ کہ اس کی نوجوان بہن نے ڈاکو سے بندوق چھین لی۔ جسے اس کے بھائیوں نے ہلاک کردیا۔ اسی طرح ایک دوسرے ڈاکو کے گلے میں طلائی زنجیر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا۔ کہ ڈاکو زمین پر گر پڑا۔ اور پہلے کی طرح ہلاک کردیا گیا۔ ایک ڈاکو زندہ گرفتار کرلیا گیا۔ اور چوتھا بھاگ گیا۔ لڑکی کے جسم میں دو گولیاں لگیں۔ مگر وہ روبصحت ہیں۔ اس کا والد مارا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سو روپیہ لڑکی کو اپنے پاس سے دیا ہے۔ کہ اپنے والد کی آخری رسوم ادا کرسکے

پنجاب گورنمنٹ نے گندم کی کاشت کے متعلق سرکاری طور پر جو معلومات مہیا کرائی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال گندم کی پیداوار کا اندازہ گذشتہ سال کی نسبت ساٹھ لاکھ بوری زیادہ کا ہے۔

افغانستان کی حکومت نے پشاور سے ۱۰ اپریل کی اطلاع کے مطابق محصول جنگی و دیگر محصولات منسوخ کردئے ہیں۔ نیز سرکاری گزٹ میں سرکاری ملازموں کے لئے ملازمت کے نئے قوانین بہت سی ترمیم اور ردوبدل کے بعد شائع کردئے گئے ہیں

جان راک فیلر دنیا کا امیر ترین شخص سمجھا جاتا ہے۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ اس کا لڑکا اپنے باپ کی ایک تیل کی کمپنی میں ایک پونڈ فی ہفتہ کی مزدوری پر کام کر رہا ہے۔

چاندپور سے ۱۰ اپریل کی اطلاع ہے کہ پولیس ایک قریبی دیہہ میں بعض سیاسی مفروروں کی تلاش میں گئی۔ اور ایک مکان پر چھاپہ مارا۔ لیکن دیہاتیوں نے اس پر حملہ کردیا۔ پولیس کو مجبوراً گولی چلانی پڑی۔ جس سے بعض لوگ زخمی ہوئے

بنارس یونیورسٹی میں سول نافرمانی کے بعض سزا یافتہ نوجوانوں کو داخل کئے جانے کی وجہ سے اس کی گرانٹ کے بند کئے جانے کی جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کی تردید کی ہے۔

الہ آباد سے ۱۰ اپریل کی خبر ہے کہ حکومت ہند نے ۱۸۷۵ء میں سٹنا ایجنسی کا علاقہ اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا تھا۔ حالانکہ وہ حقیقتاً ریاست ریوا کا تھا۔ ریاست کی طرف سے اس کی واپسی کے لئے کوشش ہو رہی تھی۔ اور اب حکومت نے یہ علاقہ اسے واپس کردیا ہے۔

گاندھی جی کے عجیب و غریب اعلان نے جو صورت پیدا کردی ہے۔ بمبئی سے ۱۰ اپریل کی خبر ہے۔ کہ اس پر غور کرنے کے لئے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بلانے کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ اور سرکردہ اصحاب سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔

افغانستان میں دو سکھ کسی سیاسی جرم میں قید ہیں۔ لاہور کے ایک ہندو وکیل نے ان کے مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے وہاں جانے کی حکومت افغانستان سے اجازت طلب کی تھی لاہور سے ۱۰ اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ افغان گورنمنٹ نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ وہ اپنے قانون میں کسی غیر ملکی مداخلت کو برداشت نہیں کرسکتی۔ برٹش قانون کا اطلاق ہندوستان میں تو ہو سکتا ہے۔ افغانستان میں نہیں۔

فرینچ انڈیا میں گوآ سے ۱۰ اپریل کی اطلاع کے مطابق فرینچ گورنمنٹ نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے پبلک جگہ پر ننگا ہو کر بیٹھنا اٹھنا جرم قرار دیا گیا ہے ہر شہری کو اپنی حیثیت کے مطابق کپڑے پہننے ضروری ہیں۔ اور خلاف ورزی کی سزا ایک روپیہ جرمانہ رکھی گئی ہے۔

مشرق بعید سے آنے والے ایک جہاز سے کلکتہ پولیس نے ۱۰ اپریل کو ۱۳ ہزار روپیہ کی کوکین برآمد کی ہے جہاز پر بعض پرندوں کے پنجرے تھے۔ جو بانسوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ اور ان بانسوں کے اندر کوکین پوشیدہ طور پر رکھی گئی تھی۔

دیا سلائی پر حکومت کی طرف سے جو ایکسائز ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ کلکتہ کے نواح میں قریباً ایک درجن کارخانے اس وقت تک بند ہو چکے ہیں

پورینا سے ۱۱ اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ آج اڑھائی بجے زلزلہ کا شدید جھٹکا محسوس کیا گیا۔ جس سے کئی عمارتیں کئی کئی انچ نیچے دھنس گئیں۔ زلزلہ کے ساتھ ہی زبردست بارش اور آندھی آئی۔ ۹ اپریل کی صبح کو بھاگل پور اور رکسول میں زلزلہ کے دو لمبے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ مگر کسی نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

ناگپور سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے۔ کہ بی۔ این۔ ریلوے کے ایک سٹیشن پر ایاگدر کے نزدیک ایک سواری گاڑی میں چند گھنٹوں کے اندر اندر دو صد اشخاص پر ایک خطرناک قسم کے بخار کا حملہ ہوا۔ جن میں سے ایک سو آناً فاناً ہلاک ہوگئے

تحفظ والیان ریاست کا بل ۱۱ اپریل کو اسمبلی میں ۲۸ آراء کے مقابلہ میں ۷۵ آراء کی کثرت سے پاس ہوگیا۔

سکھر سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے۔ کہ شکارپور کا ایک ہندو سوداگر بہت سا روپیہ ساتھ لے کر کوئٹہ سے آرہا تھا۔ کہ گاڑی کے اندر ہی کسی نے اسے قتل کردیا۔ اور روپیہ چھین لیا۔ ابھی تک قاتل کا سراغ نہیں ملا۔

ناگپور سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے۔ کہ ایک گاؤں میں ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں آگ لگ جانے کی وجہ سے سارے کا سارا گاؤں جل کر راکھ ہو گیا۔ لوگ باہر کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ ہوا تیز تھی۔ اس لئے آگ پر قابو نہ پایا جا سکا۔

بخارسٹ سے ۱۰ اپریل کی خبر مظہر ہے کہ شاہ کیرول کو قتل کرنے کی ایک عظیم الشان سازش کا پولیس نے سراغ لگایا ہے جس میں کئی سرکاری افسر بھی شامل ہیں۔ بہت سی گرفتاریاں بھی عمل میں آچکی ہیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی